سوال

(416) سلفی حضرات کے پیچھے حنفی مقلد کی نماز

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

ایک شخص قرات فاتحہ خلف الامام ورفع یدین آمین بالجہر کا قائل ہے۔ اس کے پیچھے حنفی المذہب کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ تینوں مسائل آئمہ بدلی میں تو اختلافی ہیں مگر اکثر کے نزدیک مستعمل ہیں۔ اس لئے ان مسائل پر عمل کرنے والے کے پیچھے نماز قطعاً جائز ہے۔ در مختار وغیرہ میں یہ مسئلہ مصرح ملتا ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی کا ف فتویٰ بھی یہی ہے۔ (19جمادی الاول 64ہجری)

فتاویٰ۔ کیا اہل حدیث امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

اہل بدعت یہ مشہور کیا کرتے ہیں کہ حنفی علماء کا فتویٰ ہے کہ جماعت اہل حدیث کا کوئی فرد نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ بلکہ بس چلے تو اہل حدیث کو مسجد سے نکال دینا چاہیے۔ ایسی باتیں مشہور کرکے اہل اسلام میں تفرقہ بازی کیا کرتے ہیں۔ اور جہلا یہ سن کر ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔ تمام حنفی علماء کا یہ فتوی ہے۔ ہمارے ایک نامہ نگار نے قلمی اتفتاء بھیجا ہے۔ جس پر مولانا کفایت اللہ صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند دہلی اور سید سلیمان صاحب ندوی کے دستخط ثبت ہیں۔ ہمارے بھائی کی درخواست ہے۔ کہ اس کو بغرض افادہ عوام اخبار میں شایع کیا جائے۔ چنانچہ مندرجہ زیل سوالات کے جوابات مفتی صاحب کے الفاظ ہیں۔ بجنسہ درج کیے جاتے ہیں۔

1،۔ اہل حدیث اہل حدیث کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ 2۔ ان کے ہاں بچوں کی شادی بیاہ جائز ہے یا نہیں؟ 3۔ ان سے سلام کلام درست ہے یا نہیں؟ 4۔ ان کو نماز جماعت سے نکال دینا جائز ہے یا نہیں؟ 5۔ اہل حدیث کو مارنا اور نماز سے روکنا کیسا ہے۔ ؟ 6،۔ آمین بلند آواز سے اور رفع یدین کا کیا حکم ہے؟ 7۔ اہل حدیث ہمارے ساتھ اور ہم ان کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ 8۔ ہماری حنفیوں کی صف میں کھڑا ہوکر کوئی شخص اونچی آواز سے آمین کہے تو ہمارے لئے موجب فساد نماز یا کراہت نماز کا سبب ہے یا نہیں؟ (سائل غالباً حنفی ہے۔)

الجواب۔ 1۔ ،درست ہے۔ 2۔ درست ہے۔ 3۔ درست ہے۔ 4۔ نماز یا جماعت سے روکنا جائز نہیں۔ 5۔ گناہ ہے اور سخت گناہ ہے۔ 6۔ آمین بالجہر اور رفع یدین اگرچہ حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں۔ ورنہ وہ ترک نہ کرتے۔ تاہم ان افعال کو بنظر حقارت دیکھنا درست نہیں۔ کیونکہ بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین وتابعین اور ائمہ مجتہدین

ان کو سنت سمجھتے ہیں۔ 7۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ 8۔ کسی کا حنفیوں کی جماعت می شریک ہوکر آمین با لجہر کہنا حنفیوں کی نماز کےلئے نہ موجب فساد ہے۔ نہ موجب کراہت نماز۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ الہ۔ یہ جوابات صحیح ہیں۔ (سید سلمان ندوی)

مفتی!

نیز قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی مالابد میں رفع یدین کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ اکثر فقہاء محدثین اثبات آں مے کنند۔ اور مولوی عبد لمومن صاحب دیوبندی مرحوم مولانا عبدالئی صاحب لکھنوی کے شاگرد تھے ان کی روایت تھی کہ مولانا مرحوم رفع یدین کیا کرتے تھے۔ مولوی عبد الحق صاحب ملتانی۔ مولانا انورشاہ صاحب دیوبندی مرحوم کے شاگرد ہیں۔ ان کی روایت ہے۔ کہ میں نے شاہ صاحب کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ اسی طرح شاہ صاحب کے اور شاگردوں سے بھی سننے میں آیا ہے۔ کہ فرمایا کرتے تھے۔ رفع یدین عمر میں کبھی کرلینا چاہیے۔ ایسا نہ ہوکہ اس سنت کے بارے میں سوال ہو باقی جوابات درست ہیں۔ (18 فروری 1938ء)

مولانا انورشاہ مرحوم (رفع یدین) کے منسوخ کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے شاگردوں کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ گاہے بگاہے اس پر عمل کرلینا چاہیے تاکہ قیامت میں یہ سوال ن ہوکہ اس سنت کو کیوں چھوڑا اس کے گواہ مولوی عبدالکبیر صاحب کشمیری حال امرتسری ہیں۔ (اہل حدیث 11 رمضان المبارک 1365 ہجری)

تشریح فتویٰ 1

مندرجہ اخبار اہل حدیث بابت 10 زی قعدہ سنہ رواں سال سوال یہ ہے لکہ جمعہ وعیدین کے خطبہ ہوتے وقت جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ اس وقت کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں خطبہ سننے والے یا خطیب و علیکم السلام کہتے ہیں یا نہیں؟

اس کا جواب مفتی صاحب مدظلہ العالی نے دیا ہے کہ '' اگر امام خطبے میں قرآن پڑھ رہا ہو تو داخل ہونے والا۔ ۔ ۔ السلام و علیکم نہ کہے'' الخ یہ جواب چونکہ بہت مجمل ہے۔ لہذا تشریح و توضیح کےلئے ذیل کا مضمون ملاحظہ کریں۔

ناظرین کرام! اس مسئلہ میں کہ '' اثناء خطبہ میں سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا چاہیے یا نہیں؟ علماء کا اختلاف ہے بعض جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز چنانچہ جامع ترمذی شریف میں ہے۔

'واختلوا فی ردالسلام و تشمیت العاطس ورخص بعض اہل العلم فی ردالسلام و تشمیت العاطس والامام یخطب وہو قول احمد واسحاق وکرہ بعض اہل العلم من التا بثعین وغیر ہم وذلک اہو قول الشافعی'

''یعنی سلام کا جواب دینے اور چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ پس بعض اہل علم نے سلام کے جواب دینے اور عاطس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے کو جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو جائز بتایا ہے۔ اور یہی قول امام احمد اور اسحاق کا ہے۔ اور بعض اہل علم تابعین وغیر ہم نے اس کو مکروہ کہا ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے۔''

(واضح ہوکہ بقول ابن العربی امام شافعی سے بھی جواز کا قول منقول ہے اور امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ سلام کا دل میں جواب دینا چاہیے۔ (کزافی تحفۃ الاحوزی ج 11 ص 366) جو علمائ اثناء خطبہ میں سلام کے جواب دینے اور عاطس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے کو ناجائز بتاتے ہیں۔ ان کا ستدلال آیۃ۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا ٢٠٤ سورة الأعراف

اور حدیث

"اذا قلت لصاحبک انصت فقد لغوت"

سے ہے۔ چنانچہ علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔

"وقال اصحابنا اذا اشتغل الامام بالخطبة ينبغي للمستمع ان يجتنب ما رجتنبه في الصلوة لقوله تعالى فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا وقوله صلى الله عليه وسلم اذا قلت لصحاك انصت الحديث فاذا كان كذالك يكره له رد السلام و تشميت العاطس انتهى"

یعنی ہمارے اصحاب (علماء احناف) نے کہا ہے کہ جب امام خطبہ دینے میں مشغول ہوجائے۔ تو سننے والے کو چاہیے کہ ان کاموں سے پرہیز کرے۔ جن سے وہ نماز میں پرہیز کرتا ہے۔ بحکم آیت۔ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا ۔ ۔ (جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو) اور حدیث میں آتا ہے کہ "اذا قلت لصاحبک انصت الخ۔" ''جب تم نے خطبہ میں اپنے ساتھی سے کہا کہ چپ رہ تو تم نے بیہودہ کام کیا'' پس جب ایسا ہے تو اثناء خطبہ میں سلام کا جواب دینا اور عاطس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا مکروہ ہے۔ علمائے مجوزین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت۔ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا ۔ اور حدیث اذا قلت لصاحبک انصت الخ سے اثناء خطبہ میں سلام کے جواب نہ دینے اور عاطس کے جواب میں یرحمک اللہ نہ کہنے پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں ''مکالمۃ الناس'' (بات چیت) سے منع کیا گیا ہے۔ لہذا اثناء خطبہ میں بات چیت نہ کرنا چاہیے۔ ہاں آہستہ زبان سے سلام کا جواب دینا یا عاطس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا جائز ہے۔ علماء حنفیہ نے بھی لکھا ہے کہ خطیب جب آیت۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ آیت پڑھے۔ تو اس وقت تمام سامعین کو آہستہ زبان سے آپ ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے خطبہ سننے میں خلل نہیں واقع ہوگا۔

اور حضرت مولانا محمد عبد الرحمن صاحب محدث مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ص366 ج11 میں تحریر فرمایا ہے۔

والاولى عندي في الجمع بين هذه المومات المتارضة ان يقال امراد بالنهي عن المتكلم في حال الخطبة الذي عن مكالمة الناس وكذا المراد بلا نصاف السكوت عن مكالمة الناس دون ذكر الله كما اختاره ابن خزيمة فاذي سكت في حال الخطبة عن مكالمة الناس وورد السلام سرا في نفسه او شمطت العاطس سرا وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم عند ذكر يكون عاملا بكل ما ذكر من النهي والامر وبهذا كما قال الحنفية بجواز الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم سرا في نفسه في الحال الخطبة عند قراءة الخطيب قوله تعالى. يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا سورة الأحزاب ٥٦ قال العيني في البناية فان قلت فوجه عليه امران احد مما صلوا عليه وسلمة او الامر الاخر قوله تعالى : وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ٢٠٤ سورة الأعراف قال مجاهد نزلت في الخطبة والاشتقال باحد هما يفوت الاخر قلت اذا صلى في نفسه وانصت وسكت يكتين انيا بموجب الامرين انتهى"

(کتبہ ابو الصمصام عبد السلام المبارکپوری الاعظمی عفا اللہ عنہ۔ (13 زی قعدہ 58 ہجری 9 (اہل حدیث امرتسر ص 1925 جنوری 1940ء)

1۔ تشریح طفب فتویٰ اسی تشریح بیان میں آگیا ہے فقط (راز)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 01 ص 594-600